جناب اختر راہی۔ ایم۔ اے

گھانا میں مسلمانوں کی حالتِ زار

عیسائیوں اور قادیانیوں کی سرگرمیاں

صحرائے اعظم افریقہ کے جنوب میں، بحراوقیانوس کے مشرقی ساحل پر گھانا کی چھوٹی سی مملکت ہے۔ گھانا کا رقبہ ۹۲ ہزار مربع میل اور آبادی پچاس لاکھ ہے۔ مقامی آبادی نیگرو نسل سے تعلق رکھتی ہے دورِ استعمار میں تجارت اور حکومت کی غرض سے آنے والے ایک لاکھ یورپین اور دس ہزار شامی و لبنانی بھی آبادی کا اہم حصہ ہیں۔ مذہب کے لحاظ سے آبادی کی تقسیم کے بارے میں متضاد رپورٹیں ملتی ہیں۔ گھانا کی عیسائی حکومت اپنے سیاسی اغراض و مقاصد کے پیشِ نظر مسلمانوں کی آبادی دانستہ طور پر کم بتاتی ہے۔ اور عیسائی اقلیت کو بڑھا چڑھا کر پیش کرتی ہے۔ سرکاری ذرائع کے مطابق ½۵۷ فیصد آبادی مظاہر قدرت کی پرستش کرتی ہے۔ ½۱۲ فیصد مسلمان اور ۳۰ فیصد عیسائی ہیں۔ حالانکہ ۱۹۶۱ء کی اقوامِ متحدہ کی DEMOGRAPHIC YEAR BOOK کے اندراج کے مطابق مسلمان ۲۵ فیصد ہیں

انتظامی طور پر ملک چار خطوں میں منقسم ہے۔ ۱۔ سابق گولڈ کوسٹ۔ ۲۔ اشانٹی۔ ۳۔ منطقہ شمالی ۴۔ برطانوی ٹوگو لینڈ۔ مسلمانوں کی زیادہ آبادی منطقہ شمالی میں ہے۔ بعض حصوں میں آبادی کا تناسب ۸۰ فیصد ہے۔ مقامی آبادی مختلف قبائل میں بٹی ہوئی ہے۔ جن میں سے مشہور ترین قبیلے اشانٹی اور فینٹی ہیں۔ ہر قبیلے کی زبان جدا ہے۔ تاہم بڑی زبانیں صرف چار ہیں۔ انگریزی ملک کی سرکاری اور تجارتی زبان ہے۔

ملک کی معدنی دولت میں سونا اور مینگانیز کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ سونے کی کان کنی کی وجہ سے ہی یہ علاقہ گولڈ کوسٹ یعنی "طلائی ساحل" مشہور ہوا۔ زرعی پیداواروں میں ربڑ، کافی، ناریل کا تیل، چاول، اخروٹ اور کوکوآ زیادہ اہم ہیں۔ دنیا کی کل پیداوار کا نصف کوکوآ گھانا میں پیدا ہوتا ہے۔

گھانا میں طلوعِ اسلام | مسلمان عربوں نے اس علاقہ کو پہلی صدی ہجری ہی میں اپنی توجہات کا مرکز

بنا لیا تھا۔ شمالی افریقہ میں مسلمانوں کی مضبوط حکومت کے قیام کے ساتھ ہی عرب تاجروں نے جنوب کا رخ کیا اور دریائے نائجر کو عبور کرتے ہوئے سوڈان میں داخل ہو گئے۔ عرب تاجروں نے صرف اشیائے تجارت کا لین دین ہی نہ کیا بلکہ اپنے بلند کردار اور اعلیٰ سیرت کی وجہ سے مقامی آبادی کے دل موہ لیے اور یہ لوگ حلقہ اسلام میں شامل ہونے لگے۔

شمال مغربی جانب سے مرابطین نے برّاعظم افریقہ کے اندرونی علاقوں کی طرف توجہ مبذول کی اور ان کی فتوحات کا سیلاب گھانا تک جا پہنچا۔ گھانا میں سب سے پہلے ابوبکر بن عمر نے "سلطنت سونگھائی" قائم کی۔ ابوبکر کی وفات ۱۱۲۰ء میں ہوئی تھی۔ لیکن اس کی زندگی ہی میں گھانا، سیرالیون اور مشرقی افریقہ کے ساحلی علاقوں میں اسلامی دعوت و تبلیغ کے مرکز قائم ہو گئے تھے اور ان علاقوں میں اسلام کی اشاعت تیزی سے ہونے لگی تھی۔ بعد میں صوفیاء کے جیلانی، شاذلی، اور تیجانی سلسلوں نے اسلام کی نشر و اشاعت کا فریضہ خود سنبھال لیا اور تبلیغ کا دائرہ کانگو تک وسیع کر دیا۔

دورِ استعمار اور حصولِ آزادی | مغربی استعماری طاقتوں کے قدم گھانا کی سرزمین میں پندرہویں صدی عیسوی کے اواخر میں پڑے۔ سب سے پہلے ہسپانوی اور پھر پرتگالی بحری بیڑوں نے شہزادہ ہنری کے زیرِ قیادت ان علاقوں پر چڑھائی کی اور وہ عربوں کو مغلوب کرتے ہوئے سیرالیون اور کانگو کی حدود تک پہنچ گئے۔ پرتگیزوں نے گولڈ کوسٹ کو ۱۴۷۱ء میں فتح کیا اور مقامی معدنی دولت خصوصاً سونا پرتگال منتقل کرنا شروع کیا۔ یہ دیکھ کر دوسری استعماری طاقتوں نے سونے کی اس کان کو ہتھیانے کی کوششیں شروع کر دیں۔ آخر میں انگریز آئے اور پہلی طاقتوں کی طرح وقتی لوٹ کھسوٹ کی بجائے مستقل طور پر قیام کا طویل منصوبہ بنایا۔ ۱۹۰۰ء میں طویل خونریز جنگوں کے بعد برطانیہ کو مکمل تسلط حاصل ہو گیا۔

انگریزوں نے آزادی پسند تنظیموں کو تشدد سے کچلنے کی ہر ممکن کوشش کی مگر دوسری جنگِ عظیم نے استعماری طاقتوں کی گرفت ڈھیلی کر دی۔ تو گھانا میں ڈاکٹر انکروما کی راہنمائی میں تحریکِ آزادی نے زور پکڑ لیا۔ آزادی پسند تنظیموں کی کوششوں سے ۷ فروری ۱۹۵۷ء کو برطانوی حکومت نے گھانا کی آزادی کا قانون منظور کیا اور ۶ مارچ ۱۹۵۷ء کو گھانا آزاد ہو گیا۔

ڈاکٹر نکرومہ کا دورِ حکومت | گھانا کی تحریکِ آزادی کے قائد اور ملک کے صدر کی حیثیت سے ڈاکٹر نکرومہ کو انتہائی شہرت اور نیک نامی حاصل تھی۔ ڈاکٹر نکرومہ نے آغاز پارلیمانی جمہوریت سے کیا تھا جس میں اختلافِ رائے اور اظہارِ خیال کی آزادی ہر فرد کا بنیادی حق تسلیم کیا جاتا ہے۔ لیکن ڈاکٹر نکرومہ نے گھانا کو یک جماعتی آمرانہ مملکت میں بدل دیا۔ حزبِ مخالف نے کوشش کی ... [illegible]

کرنے والے جلا وطن کئے گئے ۔ زندان میں ڈالے گئے یا قتل کر دئے گئے ۔ بزعم خویش اختیارات کا سرچشمہ بننے کے بعد اخبارات کی آزادی سلب کر لی گئی۔ نوکرشاہی پورے عروج پر تھی اور اس صورت حال کے نتیجے میں احتجاج، غم و غصے اور غیر یقینی حالات کی فضا پیدا ہوگئی۔

اکتوبر، ۱۹۵۷ء میں گھانا کی تمام مخالف جماعتوں نے کماسی (صدر مقام اشانٹی) میں ایک کانفرنس منعقد کی جس کا مقصد ڈاکٹر نکرومہ کی حکومت کے خلاف متحدہ محاذ کی تشکیل تھا کہ ۱۹۶۱ء کے عام انتخابات میں نکرومہ حکومت کا بھرپور مقابلہ کیا جا سکے۔ قبائلی سردار بھی اپنے طور پر منظم ہوئے۔ اشانٹی اور شمالی منطقے کے تعلیم یافتہ اور خوشحال مسلمانوں نے ملکی حقوق کی بحالی کے لئے احتجاج کیا۔

۱۹۵۷ء کے آخر میں پارلیمنٹ کے ایک رکن ایں جی۔ انوڑ کو سازش اور مسلح انقلاب کی کوشش کے الزام میں گرفتار کر لیا۔ وہ ٹوگولینڈ سے پارلیمنٹ کے رکن تھے۔ دسمبر، ۱۹۵۷ء میں حکومت نے ایسے قوانین بنائے جن کے ماتحت کسی بھی شخص کو حکومت غیر معین عرصے کے لئے گرفتار یا ملک بدر کر سکتی تھی۔ جائداد، عمارات اور کاروبار پر قبضہ کر سکتی تھی۔ مقدمہ چلائے بغیر کسی بھی پارٹی کو خلاف قانون قرار دے سکتی تھی۔ صدر مملکت کو ہنگامی حالات کے اعلان کا اختیار حاصل تھا۔

مسلمانوں کی حالت زار نکرومہ کے عہد حکومت میں گھانا کے سب ہی عوام آمریت کے جوئے تلے پستے رہے۔ مگر مسلمان خصوصیت سے اس "نگہ کرم" کا نشانہ بنے۔ اگست، ۱۹۵۷ء میں مسلمانوں کے امام اعلیٰ الحاج احمد بابا کو ملک بدر کر دیا گیا۔ امام احمد بابا کا جرم صرف یہی تھا کہ وہ اور دوسرے مسلمان راہنما حکومت کی مسلم کش پالیسیوں کی سختی سے مخالفت کرتے تھے۔ جنوری ۱۹۵۸ء کے آخر میں حکومت نے اپنے ایک کٹھ پتلی محمد متوکل کو امام اور کماسی کے مسلمانوں کا راہنما مقرر کر دیا۔

حصول آزادی کے زمانے میں مسلمانوں نے ایک جماعت "گولڈ کوسٹ مسلم ایسوسی ایشن" تشکیل دی تھی۔ اس کے سربراہ الحاج محمد عباس تھے۔ جب مسلمانوں کو سیاسی طور پر محرومی کا احساس ہوا کہ ان کی کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ تو مسلمان سیاسی جہد و سعی پر مجبور ہو گئے اور یہی جمہوری طریقہ تھا۔ چنانچہ "گولڈ کوسٹ مسلم ایسوسی ایشن" نے انتخابات میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا مگر اس تنظیم پر پابندی لگا دی گئی۔ اس کے کچھ راہنماؤں کو ملک بدر کر دیا گیا اور باقی حوالہ زندان کر دئے گئے۔

نکرومہ کی حکومت انقلاب کی نذر ہو گئی مگر مسلمانوں کی محرومی کی طویل رات ہنوز ختم نہیں ہوئی۔ مسلمانوں کی آبادی شمالی حصہ ملک میں زیادہ ہے۔ مگر ملک کی تمام اقتصادی ترقی جنوبی حصے میں ہو رہی ہے۔ سڑکیں، کارخانے، تعلیمی اور تجارتی ادارے اسی حصہ ملک میں قائم ہیں۔

مسلمانوں کی ۷۵ فیصد آبادی کے باوجود سرکاری ملازمتوں پر عیسائی اقلیت کا قبضہ ہے۔ تمام کلیدی اسامیاں مثلاً صدر مملکت، وزیر اعظم، وزراء کی اکثریت اور تقریباً تمام سفیر عیسائی ہیں اور یہ سب کچھ اس لئے ہے۔ کہ برسر اقتدار عیسائی اقلیت کو مغربی بلاک کی معاشی و سیاسی تائید حاصل ہے۔

مسلمانوں کے کسی تہوار پر تعطیل نہیں ہوتی اس کے برعکس کرسمس، ایسٹر اور دوسرے عیسائی تہوار شان و شوکت سے منائے جاتے ہیں۔ اور سرکاری طور پر تعطیل ہوتی ہے۔

۱۹۷۰ء میں ڈاکٹر بوسیا (Dr. BUSIA) کی حکومت نے ایک ملین مسلمانوں کو جلا وطن کیا اور اس طرح مسلمانوں کی عددی اکثریت کو اقلیت میں تبدیل کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں۔ مسلمانوں کی آئندہ نسلوں کو دین و ایمان سے بے گانہ رکھنے کی خاطر اسلامی مدارس بند کر دیئے گئے ہیں۔ دوسرے تعلیمی اداروں میں غیر مسلم اساتذہ تعینات کئے گئے ہیں۔ اور آئندہ مسلمان نسل کو تہذیبی و ثقافتی طور پر بے دین بنانے کی تمام کوششیں جاری ہیں۔

عیسائی مشنریوں اور قادیانیوں کی سرگرمیاں | یورپی عیسائی طاقتوں کا طریقہ تھا کہ زور بازو سے جس ملک پر تسلط جمایا کرتے تھے ساتھ ہی عیسائی مشنریوں کا جال بچھا دیتے تھے۔ مقامی آبادی کو عیسائی بنا کر اپنی جڑیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مضبوط کرنا ان کا مقصد ہوتا تھا۔ اگرچہ برصغیر میں مسلمان علماء کی کوششوں سے عیسائی مبلغ اپنے عزائم میں کامیاب نہ ہو سکے مگر افریقہ کی لامذہب آبادی میں عیسائی مشنریوں نے بال و پر پیدا کر لئے۔ اسمبلی آف گاڈ، دی اینجلسٹ، کرسچن کونسل، دی سکاٹش مشن، ریفارمیڈ چرچ، فنڈا مینٹلسٹ مشن، بلی گراہم مشن، دی میتھوڈسٹ، اینگلیکنز، اور رومن کیتھولک مشن اپنی سرگرمیاں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ ان مشنوں کے پاس بے پناہ مالی وسائل، تعلیمی ادارے اور ہسپتال وغیرہ ہیں۔

اس کے برعکس مسلمانوں کا کوئی ایسا تبلیغی و رفاہی ادارہ نہیں ہے۔ مسلمانوں کی اپنی دینی حالت بھی پتلی ہے۔ اور خود ان پر لادینی طاقتیں پنجہ آزمائی کر رہی ہیں۔ مسجدیں گنتی کی ہیں حتیٰ کہ دارالحکومت "اکرہ" میں محض ایک چھوٹی سی مسجد ہے اور وہ بھی انتہائی خستہ حالت میں۔

مقامی مسلمان آبادی کی بے خبری سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ربوہ کے قادیانوں نے اپنا مشن قائم کر رکھا ہے۔ ۱۹۶۲ء کے اعداد و شمار کے مطابق قادیانیوں کی سب سے بڑی جماعت گھانا ہی میں ہے۔ اور چودہ تعلیمی ادارے ان کے زیر نگرانی کام کر رہے ہیں۔ قادیانیوں نے غیر مسلم آبادی اپنے حلقہ میں شامل کرنے کی بجائے اپنی توجہات مسلمان آبادی پر مرکوز کر رکھی ہیں اور مسلمانوں

کے دین و ایمان کو تباہ کرنے اور استعماری مقاصد کے لئے انہیں استعمال کرنے کے درپے ہیں۔

عالم اسلام کی ذمہ داری | گھانا کے مسلمانوں کو عیسائی اور قادیانی مشنریوں کے چنگل سے بچانے اور اسلامی روایات و اقدار کے فروغ کے لئے عالم اسلامی پر ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ مبلغین اور مسلمان علماء گھانا جیسے افریقی ملکوں میں جائیں۔ گھانا کے مسلمانوں کو منظم تعلیمی اداروں، لائق مذہبی عالموں، مبلغوں اور تربیت یافتہ واعظوں کی ضرورت ہے اور یہ سارا کام عالم اسلام کی منظم مساعی اور ایثار سے ہی عمل میں آسکتا ہے۔

قرآن کریم کے افریقی زبانوں میں ترجموں کی شدید ضرورت ہے۔ گھانا کی مقامی زبانوں میں تراجم نہیں ہیں۔ اس طرف توجہ دینا اولین اہمیت رکھتا ہے۔ اس طرح موزوں اسلامی لٹریچر کی توسیع و اشاعت بھی ضروری ہے۔

حیرت ہے کہ عالم اسلام کے مخیر حضرات دنیا جہان کے پروگراموں میں بے پناہ سرمایہ صرف کرتے ہیں، مگر اشاعت اسلام کی طرف توجہ نہایت کم ہے۔

ملت اسلامیہ کا بیباک ترجمان

ماہنامہ صدائے اسلام پشاور

صدائے اسلام پشاور کے حلقہ اشاعت میں توسیع فرماکر
داعی اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے اس گلشن کی آبیاری میں
ہمارے ساتھ شریک ہوکر ماجور عند اللہ ہوں

خود بھی پڑھیئے اور اپنے متعلقین کو بھی توجہ دلائیے

فی پرچہ ۷۵ پیسے سالانہ چندہ آٹھ روپے